باب: 73

علامہ ڈاکٹر محمد اقبال

(1877-1938 AD)

محمد اقبال، پنجاب کے شہر سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ان کا خاندان اصلاً کشمیری تھا۔ان کے والد شیخ نور محمد اور والدہ امام بی بی دونوں ہی مذہبی رجحان کی شخصیات تھیں۔ والدین سے اقبال کو جو ابتدائی تربیت ملی اس کے نتیجے میں خود ان کا ذہن بھی مذہبی رنگ میں رنگ گیا۔اقبال نے ابتدائی تعلیم سیالکوٹ میں حاصل کی۔1892ء میں اسکاٹش مشن اسکول، سیالکوٹ سے میٹرک کیا۔ انٹر میڈیٹ کا امتحان سیالکوٹ ہی کے مرے کالج سے 1895ء میں پاس کیا۔ گریجویشن کے لیے وہ گورنمنٹ کالج لاہور پہنچے۔ یہاں انہوں نے فلسفہ، عربی اور انگریزی ادب کے مضامین پڑھے۔1899ء میں بی اے کی ڈگری امتیازی نمبروں سے حاصل کی اور فلسفہ میں میڈل بھی لیا۔1899ء میں اسی کالج سے ایم اے بھی کیا۔

اقبال کو شاعری، ادب، تاریخ، مذہب اور مختلف زبانوں کو سیکھنے اور اس پر کام کرنے کا شوق کالج کے دورِ طالب علمی میں بہت زور وشور سے اُبھرا۔اسکول اور کالج کے اساتذہ نے بھی ان میں موجود صلاحیتوں کو خوب اُبھارا۔لاہور میں تو ان کی شاعری کے چرچے ہونے لگے۔ معاشیات پر ان کی پہلی کتاب "علم الاقتصاد" کے نام سے 1903ء میں شائع ہوئی۔

ماسٹرز کے دوران اقبال کی ملاقات اُس وقت کے مشہور اسلامی اسکالر اور جدید فلسفہ کے ماہر پروفیسر آرنلڈ سے ہوئی۔ اُنھوں نے اقبال کو یورپ جاکر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دی۔ چناں چہ کچھ عرصہ اورینٹل کالج لاہور میں بہ طور استاد کام کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لیے وہ لندن روانہ ہوگئے۔انھوں نے ٹرینٹی کالج، کیمبرج سے 1905ء میں گریجویشن کیا۔اور 1907ء میں میونخ جرمنی کی یونیورسٹی سے فلسفہ میں کیا۔ پھر اقبال نے قانون پڑھا اور 1908ء میں وہ لنکنز ان، لندن سے بیرسٹر بھی بن گئے۔

اقبال کو کئی زبانیں آتی تھیں۔پنجابی، اردو، فارسی، عربی، انگریزی اور جرمن زبان پر ان کو عبور حاصل تھا۔ فارسی ان کی سب سے پسندیدہ زبان تھی۔ان کے خیال میں فارسی زبان معیاری اظہار کا بہترین ذریعہ تھی۔ چناں چہ ان کی بیشتر شاعری فارسی زبان ہی میں ہے۔اپنی شاعری کے لیے انھوں نے اردو زبان کا بھی استعمال کیا۔ نثری مضامین کے لیے انھوں نے زیادہ تر انگریزی کو اختیار کیا۔

اقبال اگرچہ کہ پیشے کے اعتبار سے ایک بیرسٹر تھے اور ساتھ ہی ان کا تدریس کا سلسلہ بھی جاری رہا لیکن عملی زندگی میں ان کا پورا زور مذہب اور فلسفے پر رہا۔ انہوں نے فلسفے اور مذہب کے علاوہ معاشیات، تاریخ اور سیاست کے موضوعات پر بہت کام کیا اور وہ ان مضامین کے بڑے اسکالر مانے گئے۔ اسی کے ساتھ ساتھ اعلیٰ شاعری کے سبب وہ اسکالر سے زیادہ ایک بڑے شاعر بھی کہلائے۔

اقبال کی شاعری کی پہلی کتاب "اسرارِ خودی" ہے جو 1915ء میں چھپی۔ یہ فارسی زبان میں ہے اور اس میں انھوں نے اپنے پیش کردہ فلسفۂ خودی کو نظم کیا۔ فارسی زبان ہی کا ان کا دوسرا منظوم مجموعہ "رُموزِ بے خودی" ہے۔ اس میں انھوں نے ایک بہتر معاشرہ کے لیے اسلام کے اصول اپنانے پر زور دیا۔ اس میں عورت کے مقام اور معاشرے میں اس کی اہمیت کو بھی اُجاگر کیا۔ تیسری فارسی کتاب "پیامِ مشرق" ہے۔ اس میں انھوں نے جرمنی کے مشہور شاعر گوئٹے کے پیغام کی توثیق کی اور بتایا کہ مغرب کو چاہیے کہ مادیت کو چھوڑ کر روحانی اقدار کو اپنائیں اور اپنی زندگی میں مذہبی اقدار کو بھی شامل کریں۔ ان کے علاوہ فارسی زبان ہی میں لکھی جانے والی دیگر کتابوں میں "ظہورِ انجم"، "جاوید نامہ" اور "ارمغانِ حجاز" وغیرہ شامل ہیں۔ ان سب میں مختلف موضوعات پر اقبال نے اپنے خیالات کو نظم کیا ہے۔ ان میں سے ان کا کچھ کلام مولانا رومؒ سے متاثر دکھائی دیتا ہے تو کچھ شیخ ابن العربیؒ سے اور کہیں پر وہ دانتے کے فلسفے کو آگے بڑھاتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔

اقبال کی اردو شاعری کا پہلا مجموعہ "بانگِ درا" کے نام سے سنہ 1924ء میں شائع ہوا۔ اس کتاب میں ان کی گذشتہ 20 سال کی شاعری کو اکھٹا کیا گیا۔ اس میں زیادہ تر تاریخی اور تمدنی ورثہ خاص طور پر اسلامی کلچر، ان کے موضوعات ہیں۔ اس کے علاوہ اقبال نے مسلمانوں کو دنیا بھر میں ایک عالمی برادری اور "مسلم اُمت" بن کر رہنے کا پیغام بھی دیا۔ "بالِ جبریل" ان کی شاعری کا ایسا مجموعہ ہے جو غزلوں، نظموں اور رباعیات پر مشتمل ہے۔۔ اس کے موضوعات بھی مختلف ہیں۔ البتہ اس مجموعہ میں ان کے مخاطب ہندوستان میں رہنے والے مسلمانوں ہیں۔ بالِ جبریل کو عام طور پر اقبال کی اردو شاعری کا ایک عمدہ مجموعہ قرار دیا جاتا ہے۔ اردو زبان ہی میں ان کا ایک اور مجموعہ کلام، "ضربِ کلیم" ہے۔ یہ 1936ء میں چھپا۔ اس کے لیے خود اقبال کا کہنا ہے کہ یہ کتاب موجودہ صدی کے لوگوں کے لیے ایک اعلانِ جنگ ہے۔ اس کتاب کے موضوعات بھی "اسلام" اور "مسلمان" ہیں۔ اس میں انہوں نے دیگر پیغامات کے علاوہ مسلمانوں کو اپنی تعلیم اور ترقی کی طرف توجہ دینے پر زور دیا۔ اقبال نے تصوف کے موضوع پر انگریزی میں درجہ ذیل عنوان سے ایک کتاب تحریر کی جو ان کی PhD ریسرچ کا حصہ تھی۔

"The Development of Metaphysics in Persia"

اقبال نے یورپ کے قیام کے دوران ہی سیاست میں بھی دلچسپی لینی شروع کردی تھی۔ اقبال، انڈین نیشنل کانگریس کے بڑے ناقدین میں سے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ اس پارٹی میں مسلمانوں کو اقلیت بنادیا گیا ہے۔ انھوں نے مسلمانوں کو ایک علاحدہ سیاسی پارٹی تشکیل دینے پر زور دیا۔ چناں چہ ہندوستان میں سنہ 1906ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا۔ اس کے دو سال بعد اقبال، مسلم لیگ کی برطانیہ شاخ کی ایگزیکیوٹیو کمیٹی کے رکن منتخب ہوگئے۔ انھوں نے سید حسن بلگرامی اور سید امیر علی کے ساتھ مل کر مسلم لیگ کا آئین ڈرافٹ کیا۔ انھوں نے خلافت موومنٹ میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ وہ مولانا محمد علی جوہر کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے۔ وہ پوری دنیا میں اور خاص طور پر ہندوستان بھر میں ایک انقلابی رہنما بن کر اُبھرے۔

انڈیا پہنچنے کے بعد آل انڈیا مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے ڈاکٹر محمد اقبال نے ملک کے مختلف حصوں میں جاکر اپنی تقاریر سے مسلمانوں کو جگایا۔ ان کے ان تمام خطبات کا مجموعہ بعد میں تحریری طور پر "The Reconstruction of Religious Thoughts in Islam" کے نام سے شائع بھی کیا گیا۔ 1919ء میں وہ انجمن حیات الاسلام کے جنرل سیکریٹری منتخب ہوئے۔ 1926ء میں انھوں نے پنجاب اسمبلی کے لیے لاہور سے انتخاب لڑا اور کامیابی حاصل کی۔

سنہ 1930ء میں اقبال نے برصغیر میں مسلمانوں کے لیے ایک علاحدہ مملکت کا تصور دیا۔ جس کے بعد انھوں نے 1931ء اور 1932ء میں برطانیہ میں ہونے والی راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں شرکت کرکے اپنا موقف بھی پیش کیا۔ یوں پاکستان موومنٹ میں عملی طور پر حصہ بھی لیا۔

اُن دنوں مسلم لیگ اندرونی جھگڑوں سے دوچار تھی۔ محمد علی جناح ان جھگڑوں سے دور لندن میں جاکر رہنے لگے تھے۔ اقبال نے محسوس کیا کہ مسلم لیگ کو اس خلفشار سے نکال کر اسے مستحکم بنیادوں پر آگے بڑھانے کے لیے صرف محمد علی جناح ہی کام آسکتے ہیں۔ چناں چہ انھوں نے انہیں خطوط لکھ کر اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ جلد ہندوستان پہنچیں اور مسلم لیگ کی قیادت اپنے ہاتھ میں لیں۔ آخر کار اقبال اپنی اس کوشش میں کامیاب بھی ہوگئے۔

محمد علی جناح ہندوستان میں بنیادی طور پر ایک سیکولر حکومت کے خواہشمند تھے۔ اسی لیے ان کی بھرپور کوشش یہی رہی تھی کہ کانگریس میں رہ کر مسلمان اپنے حقوق کی حفاظت کریں۔ لیکن ہندو اکثریت نے ایسا ہونے نہ دیا اور مسلم لیگ قائم ہوئی۔ اقبال کے علاحدہ مملکت کے تصور نے جناح کو تذبذب میں مبتلا کردیا تھا۔ لیکن اقبال نے اِس بات پر بھی انہیں پوری طرح سے قائل کرلیا۔

Siddiqi Publications

اسپین ایک زمانے میں مسلمانوں کا ملک تھا جہاں اُن کی 800 سال تک حکومت رہی۔ اقبال اس اہم ملک کے چھن جانے پر افسوس کرتے۔ تاہم انھوں نے ایک سرکاری دعوت پر اسپین کا دورہ کیا۔ وہاں پہنچنے پر ان کو مسجد قرطبہ میں جاکر نماز ادا کرنے کی خصوصی اجازت دی گئی۔ اس موقع پر اقبال کو یہ اعزاز ملا کہ انھوں نے صدیوں بعد اس مسجد میں اپنی اذان سے ایک بار پھر "اللہ اکبر" کی صدا کو بلند کیا۔ وہ پوری ایک رات وہاں رہے اور عبادت کی۔ اس غیر معمولی واقعہ سے متاثر ہو کر اقبال نے ایک نظم "مسجد قرطبہ" بھی لکھی۔ پھر وہ، مسولینی کی دعوت پر اٹلی بھی گئے۔ اسی طرح افغانستان کے بادشاہ نادر شاہ نے بھی ان کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی۔ یہاں پہنچنے پر بھی ان کا شاندار استقبال ہوا۔

1933ء میں افغانستان سے واپسی کے بعد اقبال کی صحت گرنے لگی۔ نواب آف بھوپال نے آپ کے علاج کے لیے وظیفہ مقرر کیا۔ آپ کئی سال علیل رہے لیکن آپ کی طبیعت سنبھل نہ سکی۔ بالآخر 21 اپریل 1938ء کو آپ اپنے خالقِ حقیقی سے جاملے۔ اقبال ان آخری سالوں میں بھی فعال ہی رہے۔ اِن دنوں آپ ادارہ "دارالاسلام" کے قیام میں مصروف رہے۔ آپ کا مزار بادشاہی مسجد کے احاطے میں ہے۔

کلامِ اقبالؒ

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
جذبِ باہم جو نہیں محفلِ انجم بھی نہیں

منفعت ایک ہے اس قوم کا نقصان بھی ایک　　ایک ہے سب کا نبی دین بھی ایمان بھی ایک
حرمِ پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک　　کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں، اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں